

۱۹۳۹ء میں استنبول یونیورسٹی کے مجلہ اقتصاد میں عبدالقادر گولپنارلی نے شائع کرائے تھے۔ ان رسائل میں انفرادی اور اجتماعی مسائل کی روشنی میں حسن اخلاق برتنے کی تعلیم ملتی ہے۔ شیخ کاشانی کے فتوت نامے کو پروفیسر محمد دامادی نے ۱۹۷۱ء میں تہران سے شائع کرایا تھا، مگر دو سال بعد ۱۹۷۳ء میں مرتضیٰ صراف نے اسے زیادہ بہتر صورت میں شائع کرایا ہے (رسائل جوانمردان صفحہ ۱ تا ۵۷)۔ رسالے کا عنوان ”تحفة الاخوان فی خصائص البفتیان“ ہے۔ عبید زاکانی ایک شاعر اور ادیب تھا مگر اس کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اس نے اپنے معاشرے کی صحیح عکاسی کی اور ایک اچھے نقاد معاشرہ کا کردار ادا کیا ہے۔ اخلاق الاشراف، ریش نامہ، صد پند اور تعریفات کے عنوان سے ان کے رسائل مزاحیہ مطالب کے آئینہ دار ہیں مگر مزاح کے پردے میں مصنف نے اپنے اہل زمانہ کی بد اخلاقی نمایاں کی ہے اور اس طرح اخلاق کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ عبید زاکانی کے مزاح کا نمونہ ہم ان کے رسالہ ”دہ فصل“ سے نقل کرتے ہیں۔

... آدمی آنکہ نیک خواہ مردم باشد۔ المرء آنکہ سخن بہ ریانگوید۔
 دانشمند آنکہ عقل معاش ندارد۔ القاضي آنکہ ہمہ کس اورا نفرین کنند۔
 تہران سے سال میں ایک بار شائع ہونے والا مجلہ ”فرہنگ ایران زمین“
 کسی جلد ۱۸ (۱۹۷۲ء) میں عبید زاکانی کے کلیات نثر و نظم کا ایک انتخاب
 شائع ہوا تھا۔ (صفحہ ۱ تا ۸۵)۔

میر سیدعلی ہمدانی شاہ ہمدان کا تعارف راقم نے دسمبر ۱۹۷۳ء کے ”فکر و نظر“ میں کرایا تھا۔ ان کے رسالہ فتویہ کا اردو ترجمہ بھی فکر و نظر کی مارچ ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں چھپ چکا ہے۔ مگر اخلاق و سیاسیات اسلامیہ کے موضوع پر ان کی اہم تر تالیف ”ذخیرۃ الملوک“ ہے۔ یہ کتاب

۱۹۰۵ء میں امرتسر سے شائع ہوئی تھی۔ مگر راقم الحروف نے متن کو ادارہ »الکتاب« لاہور کے اہتمام سے بہتر صورت میں شائع کرانے کا بندوبست کیا ہے۔ ذخیرۃ الملوک کے اخلاقی اور دینی مباحث اس کے درج ذیل دس ابواب کے عنوانات سے واضح ہو جاتے ہیں :

باب اول در شرائط و احکام ایمان و لوازم کمال آن کہ سبب نجات بندہ است از عذاب ابدی و وسیلہ وصول او بدوام لذات نعیم سرمدی۔

باب دوم در ادائی حقوق عبودیت۔

باب سوم در مکارم اخلاق و حسن خلق و وجوب تمسک حاکم و پادشاہ بسیرت خلفائے راشدین۔

باب چہارم در حقوق والدین و زوج و زوجہ و اولاد و عبید و اقارب و اصداقا۔

باب پنجم در احکام سلطنت و ولایت و امارت و حقوق رعایا و شرائط حکومت و خطر عہدہ آن و وجوب عدل و احسان۔

باب ششم در شرح سلطنت معنوی و اسرار خلافت انسانی۔

باب ہفتم در بیان امر معروف و نہی منکر و فضائل و شرائط و آداب آن۔

باب ہشتم در حقائق شکر نعمت و ذکر اصناف انعام و افضال حضرت صمدیت جل جلالہ۔

باب نہم در حقیقت صبر بر مکارہ و مصائب دنیوی کہ از لوازم امور ولایت و سلطنت است۔

باب دہم در مذمت تکبر و غضب و حقیقت آن۔

۱۳۳ اقوال اور اخلاقی نصائح پر مشتمل میر سید علی ہمدانی کا ایک رسالہ، ”ذخیرۃ الملوک“ کی ۱۹۰۵ء کی اشاعت کے ساتھ ضمیمے کے طور پر شائع ہوا تھا۔ اس کا عنوان منہاج العارفین ہے۔ (۳)

نویں صدی ہجری

معین الدین مسکین فراہی (م ۹۰۷ھ) نے روضۃ الواعظین کے نام سے اس صدی میں ایک کتاب لکھی جو ۴ جلدوں میں ہے اور ان سب میں اخلاقیات سے متعلق ۴۰ احادیث نبوی کی شرح لکھی گئی ہے۔ میر سید محمد نور بخش (م ۸۶۹ھ) کی ”مکارم الاخلاق“ کا موضوع اس کے نام سے واضح ہے۔ یحییٰ سیبک فتاحی نساپوری (م ۸۵۲ھ) کا قصہ ”حسن و دل“ مشہور ہے۔ اردو کے کلاسیکی رسالہ ”سب رس“ کی بنیاد یہی داستان ہے۔ اسی مصنف نے ”شبستان نکات“ کے نام سے فارسی نثر و نظم میں ایک کتاب اخلاق پر لکھی جو ”گلستان سعدی“ کے اسلوب میں ہے۔ مولانا عبدالرحمن جامی (م ۸۹۸ھ) کی ”بہارستان“ کا بھی یہی انداز ہے۔ اس صدی میں اخلاق پر لکھنے والے دو معروف مصنف ہیں۔ ایک جلال الدین دوانی شیرازی (م ۹۰۸ھ) اور دوسرے حسین واعظ کاشفی سبزواری (م ۹۱۰ھ)۔

جلال الدین دوانی کی ”اخلاق جلالی“ پر ”اخلاق ناصری“ کا واضح اثر موجود ہے اور مصنف نے مقدمے میں اس امر کا خود بھی اعتراف کیا ہے۔ کتاب کا اصل نام ”لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق“ ہے اور اس کا موضوع ”تدبیر منزل اور سیاسیات مدن“ ہے۔ کتاب کا اسلوب بیان ”اخلاق ناصری“ سے مشکل تر ہے یہ تعجب ہے کہ ”اخلاق جلالی“ ایسی قابل قدر کتاب آج تک ایران میں شائع نہیں ہوئی گو برصغیر میں یہ کتاب بار بار زیور طبع سے آراستہ ہوتی رہی ہے۔ موضوع اخلاقیات پر جلال الدین دوانی نے پانچ اور رسالے لکھے ہیں۔

جیسے ”دیوان مظالم“ - یہ ابھی مخطوطات کی صورت میں ہیں -

حسین واعظ کاشفی کی اخلاق محسنی، (یا اخلاق محسنین) بھی ایران میں شائع نہیں ہوئی مگر برصغیر میں اس کا خاصا تداول رہا ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے ۹۰۰ ہجری میں تالیف کیا اور اس کے ۴۰ ابواب رکھے۔ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی کے مقابلے میں اس کتاب کی زبان آسان ہے اور اس میں دین اسلام کی تعلیمات زیادہ سمونی گئی ہیں جبکہ فلسفہ یونان کا اس پر کمتر اثر ہے۔ ”انوار سہیلی“ کلیلہ و دمنہ کی ایک ”تہذیب نوین“ ہے، مگر اس کا اسلوب بیان متکلفانہ ہے۔ اس مصنف کی ایک تصنیف ”فتوت نامہ سلطانی“ ہے۔ یہ کتاب سلطان الاولیاء حضرت امام رضاؑ کے نام معنون ہونے کی بنا پر اس طرح موسوم ہوئی۔ اخلاق و فتوت کے موضوع پر یہ ضخیم کتاب اکثر ڈاکٹر محمد جعفر محبوب کی تصحیح و توضیح کے ساتھ ۱۹۷۱ء میں تہران سے شائع ہوئی تھی۔ مطبوعہ کتاب کے ۴۲۶ صفحات ہیں اور مصحح کا ۱۱۴ صفحہ کا مقدمہ جدا ہے۔ کتاب کے سات ابواب ہیں اور ہر باب کئی کئی فصول میں منقسم ہے۔

بعد کی بعض کتابیں

بعد کی صدیوں میں بھی اخلاقیات کے موضوع پر فارسی میں کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ راقم الحروف نے جو کتب دیکھی ہیں ان میں سے چند کے نام یوں ہیں۔ آداب الصالحین و عمدۃ الواعظین، سحر حلال، جہاں نما، پریشان اور خارستان۔ پہلی دو کتابیں محدث عبد الحق دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کی ہیں۔ سحر حلال بھی برصغیر میں لکھی گئی۔ مصنف لطف اللہ لاہوری (م ۱۰۷۰ھ) ہیں، جو پیشے کے لحاظ سے مہندس (انجینئر) تھے۔ ”جام جہاں نما“ یا ”جام جم“ کے نام سے اوحدی مراغی

(م ۳۸ھ) کی ایک اخلاقی مثنوی معروف ہے۔ مگر اس مختصر گفتگو میں ہماری توجہ منثور یا منظوم یا مخلوط نثر و نظم کتب و رسائل کی طرف مبذول رہی ہے۔ دسویں صدی ہجری کے ایک مصنف غیاث الدین منصور دشتسکی شیرازی (م ۹۳۸ھ) نے ”جام جہاں نما“ کے عنوان سے ایک مفصل کتاب لکھنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس کا مدعا اخلاقیات پر ایک دارالمعارف ترتیب دینے کا تھا مگر بظاہر یہ کتاب نامکمل رہی ہے۔ (دیکھئے احمد بنزوی کی مرتبہ فہرست نسخہ ہائے خطی دانشگاه تہران میں مخطوطہ نمبر ۱۵۳۳)۔ ”پیشانی“ قاآنی شیرازی (م ۱۲۰۰ھ۔ ۱۸۵۳ء) کی ”گلستان سعدی“ کے اسلوب میں لکھی جانے والی کتاب ہے۔ قاآنی نے سادہ روان طرز اختیار کیا مگر سعدی کی حلاوت و شیرینی ایک دوسری ہی چیز ہے۔ بعض حکایات کو بھی قاآنی نے سعدی کے تتبع میں لکھا ہے۔ ایک مثال نقل کرتے دیتے ہیں :

»دزدے بخانہ پارسائے در آمد - چند انکے جست چیزے نیافت - دل
تنگ شد - پارسا را خبر شد - گلیمے کہ برآں خفته بود در راه دزد انداخت نا
محروم نشود« -

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمنان را نکردند تنگ

ترا کہ میسر شود این مقام
کہ بادوستانت خلافت و جنگ

مودت اہل صفا چہ در روے و چہ در قفا - نہ چنان کز پست عیب گیرند و
پیشہ بیش بمیرند :

در برابر چو گوسفند سلیم
در قفا همچو گرگ مردم خوار
هر کم عیب دگران پیش تو آورد و شمرد
بے گماں عیب تو پیش دگران خواهد برد

(گلستان)

دزدے ہم خانہ درویشی رفت چندانکہ بیشتر جست کمتر یافت - درویش بیدار
بود سر برداشت کم من روز روشن در اینجا هیچ نیام تو در شب تاریک چہ
خواہی یافت جاہ ؟ -

لاف طاعت چند در پیری زنی
اے نکرده در جوانی هیچ کار
آنچہ را در روز روشن کس نجست
کے توانی جُست در شبہائے تار

(پریشان)

”خارستان“ کے مصنف مجدالدین خوافی کے حالات زندگی سردست نا
معلوم ہیں - یہ کتاب بھی گلستان سعدی کی پیروی میں لکھی گئی ، البتہ
مصنف نے اس کے ابواب گلستان کے ابواب سے دو چند یعنی سولہ قائم کئے ہیں -
اس کتاب کی اشاعت سوم اس وقت پیش نظر ہے - جو ۱۸۹۷ء میں منشی
نولکشور کے شہرہ عالم پریس (لکھنؤ) میں ہوئی ہے - مطبوعہ کتاب کے ۲۱۰
صفحہ ہیں اور ابواب کی سرخیاں حسب ذیل ہیں :

(۱) در اوصاف حکام (۲) در شفقت و اشار

- (۲) در فضیلت علم (۳) در عشق و محبت (۵) در عہد و پیمان (۶) در بے وفائی دنیا (۷) در کرامات اولیاء (۸) در آداب نفس (۹) در ورزیدن صحبت ابرار (۱۰) در ریاضت (۱۱) در مناکحت و احوال زنان (۱۲) در حسد (۱۳) در منمت ظلم و فساد (۱۴) در نکوہش بخل و لئیمی (۱۵) در نوارد کلام (۱۶) در لطائف مردم -

کتاب کا اسلوب نگارش عربی آمیز ہے مگر اسے سادہ اور غیر متکلفانہ کہہ سکتے ہیں۔ نمونے کے طور پر باب یکم کی دوسری حکایت ملاحظہ ہو :

”آوردہ اند کہ نعمان بن منذر ملکہ بود در عرب قریب العہد باسلام۔ پیش از منصب حکومت تنعم بودے و جامہ ہائے نفیس پوشیدے و پہلو جز در حریر تنہادے۔ چون حکومت یافت پشمن پوشید و دیگر در تنعم نکوشید کہ“الآن حرمت علی اللذات (۵)۔ قطعہ ۶

ترک آسایش خود باید کرد

حاکم کو عِلْم حکم افراشت

خواب در دیدہ او چون آید

ہر کرا پاس جہان باید داشت

مجموعی طور پر گلستان سعدی کی تقلید میں لکھی جانیوالی دیگر کتب کی طرح یہ بھی خشک اور بے آب و تاب ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

توضیحات

- ۱۔ دیکھنے ماہنامہ ”فکر و نظر“، بابت اپریل و مئی ۱۹۷۰ء میں راقم الحروف کا مقالہ۔
- ۲۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ سخن تہران مرداد ۲۵۳۷ ش اگست ۱۹۷۸ء۔ یک کلیہ و دمنہ دیگر بہ متن ابن مقفع (م ۱۵۱ھ) کے عربی متن سے فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ مصنف چھٹی صدی ہجری کے کوئی محمد بن عبداللہ بخاراکی ہیں۔ کتاب کا مخطوطہ استنبول کے کتب خانہ ”قابوسرا“ میں محفوظ ہے۔
- ۳۔ رسائل جوانمردان۔ تہران ۱۹۷۳ء ص ۲۵۰۔ اس مجموعے میں شیخ عبدالرزاق کاشی، شیخ نجم الدین زرکوب اور شیخ شہاب الدین سہروردی وغیرہم کے فتوت نامے ہیں۔
- ۴۔ رسالے کی اخلاقی نصیحتوں سے آگاہی کی خاطر ملاحظہ ہو راقم الحروف کی کتاب حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (لاہور ۱۹۷۴ء) کا آخری حصہ۔
- ۵۔ یعنی اب میں نے اپنے اوپر لذتیں حرام کر دی ہیں۔
